متعلق صرف کام کا مواد اخذ کیا ہے اور اس کو اچھے سلیقہ کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ زبان ستھری اور انداز بیان واضح ہے مؤلف کتاب دار الترجمہ جامعۂ عثمانیہ کے ایک لائق کارکن ہیں اور یہ بات اس علمی محکمہ کے لیے موجب امتیاز ہے کہ اس کے اہل دفتر میں بھی تصنیف و تالیف کا ذوق پایا جاتا ہے۔ کتاب کی زبان اور حسن ترتیب اور اسلوب بیان کو دیکھ کر یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا لکھنے والا ایک دفتر میں محض کارکن ہوگا۔

انوار آصفیہ] تالیف جناب مولوی منظر علی صاحب اشہر صاحب منظر الکرام ضخامت ۳۰۰ صفحات۔ مؤلف سے نظام دالنشر کلب خیرت آباد دکن کے پتے پر مل سکتی ہے۔

اس کتاب میں اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خاں مرحوم و مغفور اور اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں بہادر کے ان فرامین کے حوالے درج کیے گئے ہیں جو ۱۳۱۹ھ سے ۱۳۴۹ھ تک عطائے جاگیرات و مناصب کے متعلق نافذ ہوتے رہے ہیں مؤلف نے یہ مجموعہ برسوں کی محنت سے تیار کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ فرامین بڑی تلاش و تجسس سے اخذ کیے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر اس کا فائدہ حیدر آباد دکن کے جاگیرداروں اور اہل مناصب کے لیے ہے کیونکہ ان دونوں جلیل القدر فرمانرواؤں نے اپنے فرامین میں جگہ جگہ عطائے جاگیرات و مناصب کے متعلق ریاست کی پالیسی اور اس کے اصول کی تشریح کی ہے جس سے آیندہ مواقع پر نظائر کا کام لیا جا سکتا ہے لیکن ایک عام مطالعہ کرنے والے کے لیے بھی اس کتاب میں دلچسپی کا کافی سامان ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی بہت سی بڑی بڑی ریاستیں مثلاً جے پور، اودے پور، جودھپور اور ریواں اور بیکانیر وغیرہ اس وقت تک سلطنت آصفیہ کی جاگیردار رہیں ریاست اندور کا فرمانروا اس سلطنت کا ایک پٹیل ہے۔ نیز اس کتاب میں آپ کو شاہان آصفی کی فیاضی رواداری اور عالی حوصلگی کے بہت سے نمونے ملیں گے۔ مثلاً اکبر بادشاہ کی سند دکھلانے پر ایک شخص کو جاگیر دی جاتی ہے۔ جاگیرداروں کے جانشینوں پر جاگیریں بحال کرتے وقت بار بار تاکید کی جاتی ہے کہ دوسرے شرعی وارثوں کے حقوق ادا کریں۔ گرد داروں، مٹھوں دیولوں اور دوسرے غیر مسلم معابد کے خدام کی معاشیں بحال کرتے وقت ان پر شرط عاید کی جاتی ہے کہ اپنی